باب۔۱۳

تمہید

فص لوطیہ

Siddiqui Publications

انسان میں جہاں جسمانی قوتیں پیدا کی گئی ہیں (وہاں) نفسانی و روحانی قوتیں بھی پیدا کی گئی ہیں۔ جسمانی قوت سے پتھر اٹھاتے ہیں۔ ایک پہلوان دوسرے پہلوان کو گرا دیتا ہے۔

روحانی قوتوں میں ایک قوتِ توجہ، یا قوتِ ارادی بھی ہے اس کو "وِل پاور{will power}" کہتے ہیں۔ اچھے برے سب میں یہ قوت ہوتی ہے۔ صاحبِ ارادہ قوی کے صرف گھور کر دیکھنے سے کمزور دل کا آدمی متاثر ہو جاتا ہے۔ مرعوب ہو جاتا ہے۔ اس کے اعصاب بے کار ہو جاتے ہیں۔ بعض ساحرانہ اعمال قوتِ ارادی سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس قوت کی ترقی دینے کے لیے خیال کی یکسوئی نہایت ضروری ہے۔ بار بار اپنی قوتِ دلی کو استعمال کرتے ہیں، اور خیال کرتے ہیں کہ یہ کام ہو رہا ہے، بلکہ ہو گیا۔۔ مثلاً ایک کٹورے میں پانی ڈالتے ہیں، اس میں ایک گلاب چھوڑتے ہیں اور خیال کا زور لگاتے ہیں کہ پھول چکر کھا گیا۔ چند روز اس طرح اور وِل (پاور) لگانے سے واقعی پھول پھر جاتا ہے۔ کمزور عورتوں پر "وِل پاور" ڈالتے ہیں اور وہ بے ہوش ہو جاتی ہیں۔ بعض لوگ ارواح طیبہ سے مدد لیتے ہیں۔ بعض لوگ ارواحِ خبیثہ سے مدد لیتے ہیں۔ جتنے بڑے سے مدد لی جائے گی اور جس درجے یقین سے مدد لی جائے گی اتنا ہی جلد اور قوی اثر ہو گا۔ بار بار ایسے اسمائے الٰہیہ کو پڑھنا جو مقصود سے مناسبت رکھتے ہوں، ہمت اور توجہ کو قوت بخشتا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ جتنی خدائے تعالیٰ سے مناسبت زیادہ ہو گی، اس کی معرفت بھی (اتنی ہی) زیادہ ہو گی۔ قوت بھی زیادہ ہو گی۔ ضروریاتِ حیات کو ترک کرنا یا کم کرنا بھی معین ہے، (مدد کرتا ہے)۔

قربِ الٰہی کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) قربِ نوافل (۲) قربِ فرائض۔ صاحبِ قرب نوافل اپنے ارادے سے نیک کام کرتا ہے۔ صاحبِ قرب فرائض تحتِ امرِ الٰہی کام کرتا ہے۔ صاحبِ قرب نوافل کے متعلق کہا جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کا ہاتھ پاؤں ہو جاتا ہے۔ یعنی (وہ) تمام کام اللہ تعالیٰ سے لیتا ہے۔ اور

صاحبِ قرب فرائض کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ خداے تعالیٰ کے ہاتھ پاؤں بن جاتا ہے۔ یعنی خداے تعالیٰ کو کچھ کام کرنا ہوتا ہے تو اس سے لیتا ہے۔ کسی کو کچھ دینا ہوتا ہے تو اس کے واسطے سے دیتا ہے۔ بظاہر ایسا ولی مجبور رہتا ہے مگر حقیقتاً اس میں سے ارادۂ الٰہی و قدرتِ خداوندی نمایاں رہتی ہے۔

صاحبِ قربِ نوافل توجہ و ہمت کا زور خوب لگاتا ہے۔۔۔ اس کا وِل پاور بڑا قوی رہتا ہے۔ صاحبِ قربِ فرائض اپنے عدم اصلی پر نظر کرتا اور بے ہمت و بے ارادہ رہتا ہے۔ ایسے حضرات کے ہمت نہ کرنے کے کئی اسباب ہیں:

۱۔ اپنے عدم اصلی کو ہمیشہ پیش نظر رکھتا ہے، جو کمالِ معرفت ہے۔

۲۔ بے ارادہ، ہمیشہ ذمہ داری سے آزاد و سبکدوش رہتا ہے۔

۳۔ اس کی توجہ خداے تعالیٰ پر رہتی ہے۔ اور ہر شئے میں اس کا جلوہ پاتا ہے۔ لہٰذا (وہ) تصرف کو خلافِ ادب سمجھتا ہے۔

یہ بات بھی خیال رکھنے کی ہے کہ اپنے ارادے سے تصرف کرنا، اپنے ارادے سے تصرف نہ کرنا، تصرف و عدم تصرف کا اختیار دیا جائے تو عدم تصرف کو اختیار کرنا {جو مانع ذمہ داری ہے}، تصرف کے امر کے وقت امتثال امر کرنا۔۔۔ اور پھر، وہی بے اختیاری و عدم اصلی (پر رہنا)۔۔۔ یہ کام نہایت مشکل اور عبدِ کامل کا ہے۔ نہ بالارادہ تصرف، نہ بالارادہ عدم تصرف، بلکہ حکم تصرف کے وقت تصرف۔

غرض یہ کہ:

ترکِ ارادی اور ہے شئے
اور ہی ترکِ ارادت ہے

بالارادہ ترک کرنا، ترک ارادی ہے۔ (اور) ترک ارادی، ترک ارادہ یا عدم ارادہ نہیں ہے۔